

باب 7

پاکستان کی قومی آمدنی

National Income of Pakistan

کسی ملک کی معاشی ترقی اور خوشحالی کا تخمینہ لگانے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس کی قومی آمدنی اور اس میں اضافہ کی رفتار کا جائزہ لیا جائے اگر مختلف شعبوں کی پیداوار میں اضافہ ہو تو قومی آمدنی بڑھ جاتی ہے اور اگر ان کی کارکردگی کم ہو تو آمدنی میں اضافہ سبب بخش نہیں ہوتا۔

قومی آمدنی کا حجم (Size) اور مختلف شعبوں کا حصہ (Sectoral Contribution)

پاکستان ایک غریب مگر ترقی پذیر ملک (Developing Country) ہے یعنی یہ ترقی کے راستہ پر گامزن ہے اس لیے ہماری قومی آمدنی کم ہے۔ مگر آمدنی کا اہم ذریعہ پیداوار "زراعت" ہے جہاں سے مجموعی داخلی پیداوار (G.D.P) کا 19.53 فیصد حاصل ہوتا ہے دوسرا اہم ذریعہ "صنعت" ہے جس کا مجموعی قومی پیداوار میں حصہ 20.88 فیصد ہے اور تھوک و پرجون "تجارت" کا 18.54 فیصد ان کے علاوہ باقی شعبے غیر ترقی یافتہ ہیں جن میں کان کنی (Mining)، تعمیرات (Construction)، بجلی و گیس، مواصلات اور خدمات (Servicing) شامل ہیں۔ چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے شعبوں کی رفتار ترقی تیز کی جائے جو کسی ملک کے معاشی ارتقاء کے لیے بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ مثلاً صنعتکاری، مواصلات، بجلی، بنکاری اور تعمیرات۔ لہذا جب تک ایک طویل المدی منصوبہ (Long-term Planning) کے تحت پوری معیشت کی ترقی کے لیے باقاعدہ پروگرام بنا کر اسے عملی جامہ نہیں پہنایا جاتا پاکستان کی قومی آمدنی میں معقول اضافہ نہیں ہو سکتا۔

پاکستان کو مختلف شعبوں سے حاصل ہونے والی قومی آمدنی کا اندازہ نقشہ نمبر 1 سے ہوتا ہے۔

Gross National Income at Constant Price of 2005-06

خام قومی آمدنی (2005-06 کی معین قیمت کے لحاظ سے)

پاکستان کی قومی پیداوار (آمدنی) ان شعبوں سے حاصل ہوتی ہے: زراعت، صنعت، کان کنی، تعمیرات، بجلی اور گیس کی تقسیم کاری، نقل و حمل و مواصلات، اندرونی تجارت، بنکاری اور دیگر خدمات وغیرہ۔

2- پاکستان میں فی کس آمدنی مسلسل بڑھتی گئی ہے، مثلاً (عالمی سطح پر) (Factor Cost:FC) کے لحاظ سے) فی کس آمدنی 1999-2000ء میں 25314 روپے تھی جو بڑھ کر 2010-11ء میں 34289 روپے ہو گئی۔ فی کس آمدنی 2016ء میں 1531 ڈالرز سے بڑھ کر 2017ء میں 1629 ڈالرز ہو گئی۔

3- 1990ء کے عشرے (Decade) کے مقابلہ میں 2010-11ء کے دوران حقیقی ترقی (Real Growth) کی شرح حوصلہ افزائی نہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہیں: مارشل لاء حکومتیں، صنعتوں کی قومیاں (Nationalization) کی پالیسی، غیر منصوبہ بند (Unplanned) معاشی پالیسیاں، حکومت کا تزلزل، سیاسی عدم استحکام، پالیسیوں کا عدم تسلسل، سیاسی اور حکومتی سطح پر کرپشن، تاجروں، صنعتکاروں اور سرمایہ کاروں کو عدم تحفظ کا احساس، سرمایے اور ہنرمند افراد کا بیرون ملک فرار، توانائی کی قلت، (لوڈ شیڈنگ) محصولاتی آمدنی کا ناکافی ہونا، سرکاری سطح پر غیر ضروری اور بے فائدہ اخراجات کی بھرمار، بد امنی، بین الاقوامی سطح پر کشیدگی وغیرہ۔

- 6- پاکستان کی سب سے بڑی صنعت یہ ہے:

(A) چینی کی صنعت	(B) کپڑے کی صنعت ✓	(C) کھاد کی صنعت	(D) سینٹ کی صنعت
------------------	--------------------	------------------	------------------
- 7- پاکستان کی ترقیاتی کارپوریشن اس سال قائم ہوئی:

(A) 1949ء	(B) 1952ء ✓	(C) 1960ء	(D) 1965ء
-----------	-------------	-----------	-----------
- 8- گھریلو صنعت سے کیا مراد ہے:

(A) کھیلوں کے سامان کی صنعت	(B) دسی کھڑی کی صنعت
(B) چھوٹے پیمانے پر اشیاء بنانے کی صنعت ✓	(D) ہوزری کی صنعت
- 9- پاکستان میں فصلوں کی پیاریاں اور کھڑے کوٹوں سے سالانہ کتنے فیصد پیداوار تیار ہو جاتی ہے:

(A) دس فیصد	(B) 3.83 فیصد ✓	(C) بیس فیصد	(D) پچیس فیصد
-------------	-----------------	--------------	---------------
- 10- صنعتی قرضہ دوسرے ممالک کی کارپوریشن (PICIC) کس سال قائم ہوئی:

(A) 1950ء	(B) 1952ء	(C) 1957ء	(D) 1960ء
-----------	-----------	-----------	-----------
- 11- پاکستان میں شرح خواندگی:

(A) 64%	(B) 56.4%	(C) 58% ✓	(D) 53.3%
---------	-----------	-----------	-----------
- 12- میں پاکستان کی کل آبادی کتنے ملین افراد پر مشتمل تھی:

(A) 158.9	(B) 161.7	(C) 159.5	(D) 207.77 ✓
-----------	-----------	-----------	--------------
- 13- پاکستان کی فی کس سالانہ آمدنی ہے:

(A) 750 ڈالر	(B) 1000 ڈالر	(C) 900 ڈالر	(D) 1641 ڈالر ✓
--------------	---------------	--------------	-----------------
- 14- 2017-18ء کے دوران پاکستان میں حقیقی خام ملکی پیداوار کی شرح نمو:

(A) 7.2%	(B) 5.78% ✓	(C) 3.8%	(D) 5%
----------	-------------	----------	--------
- 15- پاکستان کی جی ڈی پی میں زرعی شعبہ کا حصہ کتنا ہے:

(A) 18.9% ✓	(B) 24.1%	(C) 30%	(D) 18%
-------------	-----------	---------	---------
- 16- پاکستان کا زرعی شعبہ جمعیت محنت کو روزگار فراہم کرتا ہے:

(A) 60%	(B) 55%	(C) 42.3% ✓	(D) 70%
---------	---------	-------------	---------
- 17- پاکستان آبادی کے لحاظ سے دنیا کا کتنا بڑا ملک ہے:

(A) دوسرا	(B) پہلا
-----------	----------
- 18- پاکستان معاشی لحاظ سے کس صنف میں آتا ہے:

(A) ترقی پذیر ممالک ✓	(B) ترقی یافتہ ممالک
-----------------------	----------------------
- 19- پاکستان کی معیشت کا سب سے بڑا شعبہ ہے:

(A) تجارت	(B) زراعت
-----------	-----------
- 20- پاکستان میں شاگ آکسیجن کی تعداد ہے:

(A) 1 ✓	(B) 2	(C) 3	(D) 5
---------	-------	-------	-------

پاکستان میں قومی آمدنی ماپنے کا طریقہ:

جیسا کہ پیچھے بتایا گیا ہے، کسی ملک کی قومی آمدنی ماپنے کے لیے تین طریقے اختیار کیے جاتے ہیں: اول، پیدا ہونے والی اشیاء و خدمات کی رائج الوقت قیمتوں کے لحاظ سے مالیت (Product Method)۔ دوم، تمام عاملین پیداوار کے معاوضوں کا مجموعہ (Income Method)۔ سوم، مختلف اشیاء و خدمات پر ہونے والے سرکاری و نجی اخراجات کا مجموعہ (Expenditure Method)۔ لیکن چونکہ پاکستان میں تمام شعبوں سے متعلق صحیح معلومات اور اعداد و شمار نہیں ملتے، اس لیے یہاں قومی آمدنی کی پیمائش کے لیے کوئی ایک طریقہ استعمال نہیں کیا جاتا، بلکہ جب حالات تینوں طریقے استعمال کر لیے جاتے ہیں۔ چنانچہ قومی آمدنی کا تخمینہ لگانے کے لیے پاکستانی معیشت کو مندرجہ ذیل تین شعبوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اور پھر ان شعبوں سے حاصل ہونے والی پیداوار کی مالیت یا خدمات کی مالیت معلوم کر کے جمع کیا جاتا ہے۔ تمام شعبوں سے متعلق معلومات اور اعداد و شمار حکومت پاکستان کا محکمہ ”وفاقی ادارہ شماریات“ (Federal Bureau of Statistics) فراہم کرتا ہے۔

(i) اشیاء پیداوار کے شعبے (Commodity Producing Sectors):

اس میں یہ شعبے شامل ہیں: زراعت، حیوانات، ماہی گاہیں، صنعت، کان کنی، تعمیرات اور بجلی وغیرہ کی تقسیم۔ 2010-11ء کے دوران میں خام داخلی پیداوار کا 46.7 فیصد حصہ انہی شعبوں سے حاصل ہوا۔ جو 2017 میں خام داخلی پیداوار کا 40.41 فیصد ہو گئی۔ ہماری معیشت کا سب سے بڑا اشیاء پیدا کرنے والا شعبہ زراعت ہے۔ اس شعبہ میں یہ ذیلی شعبے شامل ہیں: بڑی بڑی فصلیں، چھوٹی فصلیں، حیوانات، ماہی گیری اور جنگل بانی۔ معیشت کا دوسرا بڑا شعبہ صنعت کاری ہے۔

(ii) خدمات کے شعبے (Services Sectors):

ان میں یہ شعبے شامل ہیں: مواصلات، مسافر، ریل و سڑکیں، تھوک و پرچون تجارت، بنکاری، بیمہ کاری، ملکیت مکانات، نظم و نسق عامہ و قاع اور خدمات 2010-11ء میں خام داخلی پیداوار کا 53.3 فیصد انہی شعبوں سے حاصل ہوا۔ جو کہ 2017 میں بڑھ کر 59.59 فیصد ہو گیا۔

(iii) بیرونی ممالک سے خالص آمدنی (Net Income Form Abroad):

پاکستان سے جو لوگ دوسرے ممالک میں ملازمت یا کاروبار کے سلسلے میں گئے ہوئے ہیں، وہ اپنی آمدنی اور منافع واپس وطن بھیجتے رہتے ہیں، علاوہ ازیں بیرونی تجارت سے جو منافع حاصل ہوتا ہے وہ بھی اس میں شمار ہوتا ہے۔

قومی آمدنی ماپنے میں مشکلات (Difficulties in Measurement of National Income)

کسی ملک کی قومی آمدنی ماپنا آسان بات نہیں، بلکہ اس میں کئی مشکلات پیش آتی ہیں۔ خاص طور پر پاکستان جیسے ترقی پذیر (Underdeveloped) ممالک کی قومی آمدنی کا حساب لگانے میں کئی رکاوٹیں حائل ہیں، جن کا ذکر ذیل میں کیا گیا ہے:

(1) اعداد و شمار (Statistics) کی کمی:

پاکستان ایک پسماندہ ملک ہے، اس لیے یہاں قومی معیشت کے مختلف شعبوں سے متعلق اعداد و شمار اکٹھے کرنے کا عمدہ انتظام نہیں ہو سکا۔ زرعی ملک ہونے کے باعث قومی آمدنی کا بیشتر حصہ زراعت سے حاصل ہوتا ہے، لیکن اس اہم شعبے میں بھی اعداد و شمار اکٹھے کرنے کا سائنٹفک طریقہ اختیار نہیں کیا گیا۔

(2) تربیت یافتہ عملہ (Trained Staff) کی کمی:

قومی پیداوار کے متعلق اعداد و شمار اکٹھے کرنے کے لیے ہمارے ہاں تربیت یافتہ عملہ کی بہت کمی ہے۔ ملک بھر میں ہونے والی زرعی

مختلف شعبوں کا حصہ: (Share of Various Sectors)

پاکستان کی قومی پیداوار میں معیشت کے مختلف شعبوں کا حصہ نقشہ نمبر 2 سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ گزشتہ پندرہ سال کے عرصہ میں مجموعی داخلی پیداوار (GDP) میں زرعی شعبہ کا حصہ کم ہو کر 19.53 فیصد ہو گیا ہے اور صنعت کا حصہ بڑھ گیا ہے۔ باقی شعبوں کا تناسب کم و بیش وہی رہا ہے۔ اس لیے ضرورت ہے کہ ان شعبوں کو مضبوط و مستحکم بنایا جائے۔

(نقشہ نمبر 2) حقیقی مجموعی داخلی پیداوار (GDP) میں مختلف شعبوں کا حصہ (فیصد)

Sector	2010-11	2011-12	2012-13	2013-14	2014-15	2015-16	2016-17	2017-18
A. AGRICULTURE	21.7	21.6	21.4	21.10	20.71	19.84	19.22	18.86
1. Crops	8.8	8.8	8.6	8.5	8.17	7.40	7.09	6.96
Important Crops	5.3	5.5	5.3	5.5	5.21	4.69	4.55	4.45
Other Crops	2.9	2.6	2.6	2.4	2.35	2.26	2.09	2.04
Cotton Ginning	0.6	0.7	0.6	0.6	0.61	0.45	0.46	0.47
2. Livestock	11.9	11.9	11.9	11.7	11.72	11.59	11.33	11.11
3. Forestry	0.5	0.5	0.5	0.5	0.38	0.42	0.39	0.39
4. Fishing	0.5	0.5	0.4	0.4	0.44	0.43	0.41	0.40
B. INDIVIDUAL SECTOR	21.2	21.0	20.4	20.45	20.67	20.90	20.91	20.91
1. Mining & Quarrying	3.0	3.0	3.0	2.9	2.95	3.00	2.83	2.76
2. Manufacturing	13.5	13.2	13.4	13.6	13.56	13.44	13.50	13.56
Large Scale	11.0	10.8	10.8	11.0	10.90	10.74	10.76	10.80
Small Scale	1.5	1.5	1.6	1.7	1.73	1.79	1.83	1.88
Slaughtering	0.9	0.9	0.9	0.9	0.93	0.92	0.90	0.89
3. Electricity Generation & Distribution & Gas Distribution	2.4	2.4	1.7	1.6	1.75	1.83	1.84	1.77
4. Construction	2.4	2.4	2.3	2.3	2.41	2.62	2.74	2.82
COMMODITY PRODUCING SECTOR (A+B)	42.9	42.6	41.8	41.6	41.39	40.74	40.13	39.77
C. SERVICES SECTOR	57.1	57.4	58.2	58.44	58.61	59.26	59.87	60.23
1. Wholesale & Retail Trade	18.8	18.4	18.4	18.5	18.28	18.31	18.67	18.98
2. Transport, Storage & Communication	13.1	13.2	13.3	13.3	13.40	13.44	13.32	13.04
3. Finance & Insurance	3.0	2.9	3.1	3.1	3.16	3.21	3.38	3.39
4. Housing Services (Ownership of Dwellings)	6.7	6.7	6.8	6.8	6.76	6.72	6.63	6.52
5. General Government Services	6.2	6.7	7.2	7.1	7.14	7.49	7.53	7.93
6. Other Private Services	9.1	9.4	9.5	9.7	9.88	10.09	10.34	10.38
GDP (Total of GVA at bp (A + B + C))	100.0	100.0	100.0	100.0	100.00	100.00	100.00	100.00

P: Provisional, R: Revised, F: Final

Source: Pakistan Bureau of Statistics

پیداوار، ہزاروں کارخانوں کی مصنوعات اور لاکھوں افراد کی خدمات کے بارے میں صحیح طور پر عددی معلومات حاصل کرنے کے لیے بہت زیادہ عمل کی ضرورت ہے، جو ایک غریب ملک برقرار نہیں رکھ سکتا۔

(3) بلا معاوضہ خدمات (Voluntary Services):

قومی آمدنی میں دراصل تمام پیداواری خدمات کو شامل کرنا چاہیے خواہ ان کے بدلے کوئی مالی معاوضہ ملے یا نہ ملے، کیونکہ درحقیقت ان خدمات کی قدر و قیمت تو ہوتی ہے لیکن معاشی نظریے کی روش سے قومی آمدنی میں صرف وہی خدمات شمار ہوتی ہیں جن کے بدلے مالی معاوضہ ملتا ہے، کیونکہ بلا معاوضہ خدمات شمار کرنا کافی مشکل ہوتا ہے۔ مثلاً دیہات میں بے شمار غورٹیں اپنے مردوں کے دوش بدوش کھیتوں پر کام کرتی ہیں، لیکن ان کی یہ خدمات شمار میں لانا مشکل ہے، کیونکہ انھیں اس کی الگ اجرت نہیں ملتی۔ اسی طرح گھر کے جن میں بیڑیاں اگا لیتا یا لیس سی لیتا اور اپنا جوتا پاش کر لیتا بھی پیداواری خدمت ہے، جس کی مالیت قومی آمدنی میں شمار کرنی چاہیے، لیکن ایسی خدمات کا ریکارڈ نہیں رکھا جاتا۔

(4) غیر زرعی شعبہ (Non-Monetary Sector):

پاکستان کے دیہی علاقوں میں بعض لوگ خرید و فروخت کے وقت زرعی روپیہ پسیر استعمال نہیں کرتے، بلکہ چیزوں کے بدلے چیزیں لیتے اور دیتے ہیں: مثلاً کپڑا خریدنے کے لیے گھر سے گندم دے دی یا جوتا لینے کے لیے کپاس دے دی۔ زرعی پیداوار کا کچھ حصہ (مثلاً گندم، جے، چاول) زمیندار اپنے گھروں میں سال بھر کے استعمال کے لیے رکھ لیتے ہیں اور منڈیوں میں فروخت کے لیے نہیں لاتے۔ لہذا قومی آمدنی کا حساب لگاتے وقت وہ مقدار شامل ہونے سے رہ جاتی ہے۔

(5) عوام کا عدم تعاون (Non-Cooperation):

قومی پیداوار سے متعلق اعداد و شمار فراہم کرنے میں ایک بڑی مشکل یہ ہے کہ عوام حکومت کے شماراتی حکموں سے تعاون نہیں کرتے، کیونکہ جب کارخانہ داروں اور تاجروں سے ان کی سالانہ پیداوار یا آمدنی کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو ان کیساتھ قس یا گٹھنکس بچانے کے لیے وہ صحیح جواب دینے سے گریز کرتے ہیں۔ مئی 2000ء میں حکومت نے معیشت کو دستاویزی بنانے (Documentation of Economy) کے لیے قس سروے فارم (Survey Forms) تقسیم کرنے چاہیے، لیکن اسے تاجروں کی طرف سے کافی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔

(6) کئی کئی کام کرنا: (Performing Several Tasks)

بعض لوگ ایک سے زیادہ کام کر کے روزی کھاتے ہیں، جیسے دیہات میں کاشت کار کھیتی باڑی کے علاوہ بہت سے اور کام بھی کرتا ہے، مثلاً بھیڑ بکریاں پالنا، مرغیاں پالنا، دودھ بیچنے کے لیے گائے بچھیں رکھنا۔ لہذا ان تمام ذرائع سے ہونے والی آمدنی معلوم کرنا دشوار ہے۔ اسی طرح ایک لکچر یا لچر ملازمت کے علاوہ پرائیویٹ طور پر ٹیوشن پڑھا کر یا اجتماعی پرچوں کی مارکنگ کر کے آمدنی کماتا ہے۔ لیکن حساب کتاب میں صرف اس کی تنخواہ سامنے آتی ہے، باقی آمدنی نہیں۔

پاکستان میں فی کس آمدنی (Per Capita Income in Pakistan)

1999-2000ء کے ساکن مصارف عامل (Constant Factor Cost: fc) کے لحاظ سے پاکستان میں فی کس آمدنی 25314 روپے تھی جو بڑھ کر 2010-11ء میں 34,289 روپے ہو گئی، گویا دس سال میں اس میں 35 فیصد اضافہ ہوا۔ اس وقت موجودہ یا مربوط معیار قیمت (Current: mp) کے لحاظ سے ہمارے ملک میں اوسط فی کس آمدنی (Average per capita income) 1629 ڈالر سالانہ ہے، جس سے زعمی کی بنیادی ضرورتیں بھی پوری نہیں کی جاسکتیں۔ اگر اس کا دنیا کے دیگر ترقی یافتہ اور نیم ترقی یافتہ ملکوں سے موازنہ

کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ پاکستان میں فی کس آمدنی مقابلہ بہت کم ہے۔ اور اس کا نمبر 162 واں ہے۔ مثلاً امریکہ کی 35 ہزار ڈالر ہے۔ سوئٹزر لینڈ کی 38 ہزار، ترکی کی 2500 اور چین کی 940 ڈالر۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان میں فی کس آمدنی نہ صرف ترقی یافتہ ملکوں سے کم ہے بلکہ بہت سے نیم ترقی یافتہ ملکوں کی فی کس آمدنی سے بھی پست ہے۔ مثلاً ترکی، ایران، مصر، انڈونیشیا، چین وغیرہ۔

یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ پاکستان کے کبھی لوگوں کی آمدنی برابر نہیں، بلکہ مختلف لوگوں کی آمدنیاں مختلف ہیں، کسی کی زیادہ، کسی کی کم۔ ہمارے ملک کے جن لوگوں کی آمدنی بہت زیادہ ہے ان میں یہ شامل ہیں: بڑے بڑے جاگیردار، زمیندار، صنعت کار، کارخانہ دار، کاروباری افراد، تاجر، انیسپورٹرز، ایپورٹرز اور انفر۔ لیکن اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جن کی آمدنی کم ہے، مثلاً چھوٹے چھوٹے کاشت کار، دکاندار، ملازمین، دست کار، مزدور، مزارع، بھلک، چڑا اسی اور گھریلو نوکرو وغیرہ۔ اس طرح بیشتر افراد کو سال بھر میں 1,31,512 روپے بھی نہیں ملتے۔ یہ تو صرف اس صورت میں مل سکتے ہیں، جب قومی آمدنی تمام افراد میں برابر برابر بانٹ دی جائے۔

ممتاز ماہر معاشیات ڈاکٹر محبوب الحق مرحوم نے بیان کیا کہ "1960ء کی دہائی میں کوریا، ملائیشیا اور تھائی لینڈ سے ہم فی کس آمدنی میں آگے تھے، آج یہ ممالک ہم سے 27 گنا آگے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان ممالک نے تعلیم اور زرعی اصلاحات کو ترجیح دے کر وہاں جاگیرداری نظام کو ختم کر دیا۔" (10-1-98)

پاکستان میں نہ صرف غربت، بہت زیادہ اور فی کس آمدنی کم ہے بلکہ امیر اور غریب کی آمدنی کا فرق بہت وسیع ہے، مثلاً علی میں فیصد آبادی کو مجموعی آمدنی کا صرف 7.4 فیصد حصہ ملتا ہے، درمیانے ساٹھ فیصد طبقہ کو 47.6 فیصد اور اعلیٰ میں 45 فیصد حصہ ملتا ہے۔ گویا قومی آمدنی کا تقریباً نصف حصہ آبادی کے صرف پانچویں حصہ کے قبضہ میں چلا جاتا ہے۔

فی کس آمدنی کم ہونے کے اسباب

پاکستان کے باشندوں کی فی کس آمدنی کم ہونے کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

1- قدرتی ذرائع کی قلت (Shortage of Natural Resources):

کسی ملک کی قومی آمدنی اور معاشی ترقی کا دار و مدار ذرائع کے قدرتی ذرائع، مثلاً زمین، جنگلات، دریا، معدنیات وغیرہ پر ہوتا ہے۔ پاکستان میں اس قسم کے ذرائع تنھوڑے ہیں، مثلاً پاکستان میں "فی کس اوسط کاشت زرعی رقبہ" (Per-head cultivated area) 0.3 ہیکٹر ہے جو بالکل نا کافی ہے۔ ہمارے ہاں کل رقبہ کا صرف 4.3 فیصد حصہ (یعنی 35 لاکھ ہیکٹر زمین) پر جنگلات ہیں جب کہ بین الاقوامی معیار کے مطابق بیس تا پچیس فی صد حصہ جنگلات کے نیچے ہونا چاہیے۔ پاکستان میں معدنیات بھی کم ہیں۔ بالخصوص تیل، لوہے اور کوئلے کی شدید قلت ہے۔

2- لوگوں کی پست استعداد عمل (Low Efficiency):

پاکستان میں فی کس آمدنی کے پست ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ یہاں کے لوگوں کی اکثریت ناخواندہ، بے ہنر، غیر تربیت یافتہ، قدامت پسند اور دیکھنا دلجو کے جذبہ تمدن سے نا آشنا ہے، نیز ہمارے ہاں کل آبادی میں کام کرنے والوں (Working Population) کا تناسب صرف 31.3 فیصد ہے (باقی آبادی بچوں، بوڑھوں اور عورتوں پر مشتمل ہے) حالانکہ مغربی ممالک میں کل آبادی کے پچاس فیصد لوگ کام کرتے ہیں، کیونکہ وہاں عورتیں بھی مردوں کے دوش بدوش معاشی جدوجہد میں حصہ لیتی ہیں۔

3- سرمائے کی قلت (Shortage of Capital):

پاکستان میں سرمائے کی قلت ہے۔ اس لیے زراعت اور صنعت کو ترقی دینے کے لیے مشینیں، آلات اور صنعتی خام مواد وغیرہ حاصل

نہیں کیا جاسکتا۔ جدید فون پیدائش اختیار نہیں کیے جاسکتے۔ سرمائے کی کمی کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہمارے لوگوں کی آمدنی کم ہے اور وہ اس میں سے معقول رقم نہیں بچا سکتے۔ اس لیے سرمایہ کاری کم ہوتی ہے۔ سرمائے کی ایک مخصوص پیکر (Vicious Circle) کا نتیجہ ہے یعنی چونکہ ہمارے ہاں قدرتی ذرائع کم ہیں، جس کے باعث پیداوار کم ہوتی ہے اور لوگوں کو کم آمدنی حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ اس میں سے وہ تھوڑا روپیہ بچا سکتے ہیں، اس لیے سرمایہ کاری بھی تھوڑی ہوتی ہے اور پیداوار بھی کم رہتی ہے۔

4- افراط آبادی (Over-Population):

بعض ماہرین معاشیات کی رائے میں پاکستان میں کسی آمدنی کم ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہاں آبادی وسائل سے زیادہ ہے، آبادی میں سالانہ 1.99% شرح سے اضافہ ہو رہا ہے، جو جنوبی ایشیا اور مسلم ممالک کے مقابلہ میں سب سے زیادہ ہے۔ اس کے باعث ہر سال آبادی میں تقریباً 3 لاکھ افراد کا اضافہ ہو جاتا ہے لیکن ذرائع پیداوار اقتصادی وسائل قومی آمدنی اور ملازمت روزگار کے مواقع میں تہی تیزی سے اضافہ نہیں ہو رہا ہے، اس لیے کسی آمدنی پست ہے۔

5- ناقص منصوبہ بندی (Defective Planning):

پاکستان میں معاشی منصوبہ بندی میں بعض خامیاں موجود رہی ہیں جن کے باعث ملک خوش حالی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکا، مثلاً ان منصوبوں میں زرعی اصلاحات کی طرف کم توجہ دی گئی، چند جاگیرداروں اور زمینداروں کے قبضہ میں زرعی اراضی کے ارتکاز (Concentration of Land in a Few Hands) کو نہیں روکا گیا۔

6- قومیانے کی پالیسی (Nationalization):

پتھل پارٹی کی حکومت نے اپنے پہلے دور اقتدار (1972ء تا 1977ء) میں بہت سی صنعتوں کو قومی تحویل میں لے لیا تھا جس سے ایک طرف نجی صنعتی و کاروباری شعبے (Private Sector) کی شدید حوصلہ شکنی ہوئی، چنانچہ سرمایہ کاری کی رفتار سست پڑ گئی اور دوسری جانب سرکاری تحویل میں لے جانے والے صنعتی و تجارتی اداروں کی رفتار ترقی و ترقی و ترقی (Slack) پڑ گئی، کیونکہ سرکاری شعبے (Public Sector) کی انتظامیہ "نفع" پر توجہ نہیں دیتی اس لیے عمل کی استعداد کار (Efficiency) کم ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ سرکاری شعبے کے کئی یونٹ برسوں بند پڑے رہے لیکن حکومت کو ان کے ملازمین کو بدستور تنخواہیں ادا کرنی پڑی تھیں۔ چنانچہ قومی آمدنی اور کسی آمدنی بری طرح متاثر ہوئی۔ لہذا اسلامی جمہوری اتحاد کی نئی حکومت (جو 1990ء کے آخر میں برسر اقتدار آئی) نے دسمبر 1990ء میں نجی کاری (Privatization) کا آغاز کر دیا اور کئی صنعتی اور بنکاری ادارے نجی شعبے کو فروخت اور منتقل کرنے شروع کر دیے۔

نئی حکومت میں بھی قومی مفاداتی آرڈیننس یعنی این آر او 2008ء (National Reconciliation Ordinance # NRO) میں بدنام حکمران برسر اقتدار آگئے جس کے باعث ملک معاشی، صنعتی، مالی اور معاشرتی لحاظ سے زوال پذیر ہوتا گیا۔ موجودہ حکومت بھی نجی کاری کی پالیسی کو جاری رکھے ہوئے ہے۔

7- زراعت پر دارومدار (Dependence on Agriculture):

ہماری تقریباً بائیس فیصد آبادی کھیتی باڑی سے روزی کما تی ہے، برآمدی تجارت سے ہونے والی آمدنی کا 18 فیصد حصہ زرعی برآمدات سے حاصل ہوتا ہے، اور لیبر فورس (یعنی جمیعت محنت کے 45 فیصد حصہ کو کسی شعبہ سے روزگار ملتا ہے، لیکن زراعت کا دارومدار موزوں آب و ہوا پر ہوتا ہے، اس لیے جب کبھی موسمی حالات خراب ہو جائیں، زرعی پیداوار کم ہو جاتی ہے۔ کھیتی باڑی میں "حرکی قوت" (Power) کے لیے مختصر فیصد کام بیلوں سے لیا جاتا ہے اور صرف چودہ فیصد زمینوں سے، نیز ہمارے ملک میں کاشت کاری کے طریقے بہت پرانے ہیں،

زرعی پیشوں، ٹریکٹروں اور کھیتی باڑی کے آلات کا استعمال کم کیا جاتا ہے اور گزشتہ سالوں کے دوران بجلی اور سوئی گیس کی لوڈ شیڈنگ اور زیادہ بارشوں اور سیلاب کے باعث فصلوں کی پیداوار کم ہوئی، اس لیے کاشت کار طبقہ غریب ہے۔

8- غیر مساوی تقسیم دولت: (Unequal Distribution of Wealth)

کسی آمدنی کم ہونے، یا معیار زندگی پست ہونے کا ایک سبب یہ ہے کہ ملکی دولت کی تقسیم غیر منصفانہ اور غیر مساویانہ بنیادوں پر ہوتی ہے، ماضی میں ملک کی صنعتی دولت کا بیشتر حصہ بائیس خاندانوں کے قبضے میں جمع ہو گیا، جس کے باعث غریب اور متوسط طبقہ معاشی ترقی کرنے سے محروم رہ گیا، دوسری جانب امیر طبقہ اپنی زائد دولت کو کاروبار میں لگانے کے بجائے عیش و عشرت میں اڑا رہا ہے، اور یوں قومی پیداوار اور کسی آمدنی کم ہی رہی ہے۔ تقسیم دولت کا نظام مزید بگڑ چلا گیا۔ 1999ء میں ان خاندانوں کی تعداد دو گنی یعنی 44 ہو گئی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ گزشتہ عرصے میں ہونے والی معاشی ترقی کا ثمرہ اور بیشتر حصہ امیر طبقے کی جانب منتقل ہوتا گیا ہے۔ تاجر، صنعت کار اور سرمایہ دار طبقہ ہنگامی اور منافع خوری کے ذریعے غریب طبقے کی دولت کھینچ کھینچ کر خود سمیٹا چلا گیا ہے اور ملک کی عظیم اکثریت غریب سے غریب تر ہوتی چلی گئی ہے۔

9- بیرونی تجارت میں عدم توازن (Disequilibrium in Balance of Trade):

پاکستان کی بیرونی تجارت میں شدید عدم توازن پایا جاتا ہے۔ ہماری غیر ممالک کو برآمد ہونے والی اشیاء کی تعداد بھی تھوڑی ہے اور مقدار بھی، یہ عموماً خام اشیاء اور زرعی پیداواریں ہیں جب کہ ہماری درآمد ہونے والی چیزوں کی مقدار بھی زیادہ ہے اور تعداد بھی۔ نیز عموماً مصنوعات پر مشتمل ہوتی ہے، اس لیے تجارت کا توازن (Balance of Trade) سال بسال خراب ہوتا جا رہا ہے، اور ہماری قومی آمدنی اور کسی آمدنی میں خاص اضافہ نہیں ہو سکا۔

10- جاگیرداری نظام (Fuedalism):

پاکستان میں قومی آمدنی کم ہونے اور معیار زندگی پست ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ یہاں جاگیرداری نظام رائج ہے۔ ممتاز طبقہ معاشیات اور سابق وزیر خزانہ ڈاکٹر محبوب الحق مرحوم نے بیان کیا کہ "ملک کا سب سے بڑا مسئلہ جاگیرداری ہے۔ جب تک اس کا خاتمہ نہیں ہوگا ترقی نہیں ہو سکتی۔" اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں زرعی زمین کی تقسیم انتہائی ناقص اور غیر منصفانہ ہے۔ پنجاب میں بیس فیصد زرعی زمین پر 0.5 فیصد جاگیردار (ملک، ٹوانے، لغاری، مخدوم اور کھوسے وغیرہ) قابض ہیں۔ سندھ کی تیس فیصد زمین پر ایک فیصد جاگیردار (جام، جتوئی اور جیر وغیرہ) قابض ہیں۔ صوبہ سرحد کے ساڑھے بارہ فیصد رقبہ پر 0.1 فیصد جاگیردار (ہاچے، خٹک، آریہ، نواب اور میر) قابض ہیں۔ بلوچستان کے سو فیصد جاگیردار (مری، بگٹی، مینگل) وہاں کی ایک ایک انچ زمین پر قابض ہیں۔ دہلی طرف پاکستان کے 93 فیصد چھوٹے کسان صرف 37 فیصد زمین کے مالک ہیں۔ جاگیردار اپنی زرعی فصلوں سے سالانہ تقریباً پچاس ارب روپے کماتے ہیں لیکن ٹیکس بالکل نہیں دیتے۔ ان کے کتے تازہ گوشت کھاتے ہیں لیکن ان کے پندرہ لاکھ ملازمین گوشت کھانے کے لیے لیڈر زبان کا انتظار کرتے ہیں۔

11- سیاسی عدم استحکام (Political Instability):

آزادی کے بعد اب تک ملک کو صحیح سیاسی استحکام نصیب نہیں ہو سکا۔ یکے بعد دیگرے جلد جلد حکومتیں بدلتی رہیں، اور ناقص حکمرانی (Poor Governance) کا شکار رہا ہے، اس لیے معاشی ترقی کے لیے طویل المیعاد اور محسوس بنیادوں پر منصوبے نہیں بنائے جاسکے۔ 1954ء میں دستور ساز اسمبلی توڑ دی گئی۔ 1958ء میں مرحوم ایوب خان نے ملک میں مارشل لا نافذ کر دیا۔ ستمبر 1965ء میں بھارت سے

جنگ ہوگی۔ 1968ء کے آخر میں سابق صدر ایوب خان کے خلاف ملک گیر ہنگامے ہوئے، مارچ 1969ء میں صدر یحییٰ خان نے ملک میں مارشل لا نافذ کر دیا، 1970ء میں قومی الیکشنوں کے باعث حالات شدید رہے، 1971ء کے دوران شیخ مجیب الرحمن کے ہتھیے نکالت معصیت کا باعث بنے رہے، 1971ء میں بھارت سے جنگ لگ گئی اور ملک دو حصوں میں ٹوٹ گیا۔ 1972ء سے پیپلز پارٹی کا دور حکومت شروع ہوا، بنگلہ دیش کی بنیاد پر بھارت سے صنعتی ادارے قومی تحویل میں لے لیے گئے، جس کے باعث نجی کاروبار کی شعبہ کی سخت حوصلہ شکنی ہوئی اور پیداوار کم ہوگئی۔ مارچ 1977ء کے الیکشن کے بعد ملک کی تحریک چلی تا 5 جولائی 1977ء کو بحوث حکومت کا تختہ الٹ کر جنرل ضیا نے ملک میں مارشل لا نافذ کر دیا۔

اگست 1988ء میں صدر ضیا مرحوم کے انتقال کے بعد جماعتی بنیادوں پر قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے لیے الیکشن ہوئے، جس میں پیپلز پارٹی نے مرکز اور صوبہ سرحد و سندھ میں اپنی حکومت بنائی جب کہ پنجاب اور بلوچستان میں پیپلز پارٹی کی مخالفت جماعتوں نے حکومتیں قائم کیں۔ اس اختلاف کے باعث سیاسی استحکام اور معاشی ترقی میں سخت رکاوٹ پڑی۔ جسے اگست 1990ء کو صدر غلام اسحاق خان نے پیپلز پارٹی کی لیے نظریہ حکومت ختم کر دی اور قومی و صوبائی اسمبلیاں توڑ دیں، جس کے باعث معاشی حالات پھر قفل کا شکار ہو گئے۔ اکتوبر 1990ء میں ازسر نو الیکشن ہوئے جن کے نتیجہ میں پیپلز پارٹی کو شکست ہوئی اور اسلامی جمہوری اتحاد نے حکومت تشکیل دی۔

اپریل 1993ء میں ایک مرتبہ پھر صدر پاکستان نے (پانچ سال میں تیسری بار) قومی اسمبلی توڑ کر کابینہ کو برخاست کر دیا۔ جون میں ہریم کورٹ کے فیصلے سے یہ بحال ہو گئی مگر صدر (غلام اسحاق خان) اور وزیر اعظم (نواز شریف) کی باہمی محاذ آرائی اور کشمکش کے باعث وزیر اعظم کو استعفیٰ دینا پڑا اور پھر جیسے اکتوبر اور نومبر 1993ء کو قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے لیے الیکشن کرائے گئے اور اکتوبر 1993ء میں تیسری مرتبہ پیپلز پارٹی کی (بے نظیر) حکومت برسرِ اقتدار آئی جس کے دور میں کراچی کے اندر حکومت اور (سیاسی پارٹی) ایم کیو ایم کے مابین زبردست محاذ آرائی ہوئی۔ قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا۔ ہڑتالوں کا سلسلہ طویل ہوتا گیا اور لاقانونیت اور بد امنی کے باعث معاشی حالت بد سے بدتر ہوتی گئی۔

آخر کار 5 نومبر 1996ء کو صدر پاکستان فاروق خان لغاری نے بے نظیر حکومت کو برطرف کر دیا اور مرکزی و صوبائی اسمبلیاں توڑ کر نوے دن کے بعد ازسر نو الیکشن کرانے کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ 3 فروری 1997ء کو منعقد ہونے والے قومی اور صوبائی الیکشنوں میں پاکستان مسلم لیگ (ن) بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئی۔ پھر وزیر اعظم نواز شریف اور فوج کے سربراہ جنرل پرویز مشرف کے مابین محاذ آرائی شروع ہو گئی اور 12 اکتوبر 1999ء کو جنرل مشرف نے حکومت کو برطرف کر کے چیف ایگزیکٹو کی حیثیت سے ملک کا انتظام سنبھال لیا اور میاں نواز شریف کو جلا وطن کر دیا۔

جنرل پرویز مشرف کے دور حکومت میں، امریکہ کو افغانستان کے خلاف جنگ میں پاکستان کے پانچ ہوائی اڈے دیے گئے جہاں سے 57,800 حملوں کی اجازت دی گئی۔ نیز تقریباً آٹھ لاکھ امریکی فوجی پاکستان کے راستے افغانستان گئے جس سے حکومت پاکستان کو بارہ ارب ڈالر کا نقصان ہوا لیکن اس کے بدلے پاکستان کے صرف ایک ارب ڈالر کے قرضے معاف کیے گئے۔

پھر فروری 2008ء کے الیکشن کے بعد پیپلز پارٹی کے آصف زرداری اور یوسف رضا گیلانی وزیر اعظم مقرر ہوئے۔ غرض قیام پاکستان کے سال 1947ء سے لے کر 2011ء تک کے گزشتہ 64 سالہ عرصہ میں ملک کے چوبیس وزیر اعظم بنے۔ جس کے باعث ایک وزیر اعظم کا اوسط عرصہ اقتدار اڑھائی سال بنتا ہے اور اگر اس میں سے فوجی اقتدار کا عرصہ نکال دیا جائے تو اوسط عرصہ صرف سوا سال ہی رہ جاتا ہے۔ غرض قیام پاکستان سے لے کر اب تک حکومت کے اس طرح غیر مستحکم اور متزلزل ہونے کے باعث، اور وقت و نقد سے سیاسی بحرانوں کے پیدا ہوجانے سے، معاشی ترقی میں شدید رکاوٹ پڑتی رہی ہے۔

12- بددیانتی اور سرکاری خزانے کی لوٹ کھسوٹ:

ہماری قومی زندگی کے تقریباً تمام شعبوں میں بددیانتی (Dishonesty) اور بد عنوانی (Corruption) سرایت کر چکی ہے۔ حکمرانوں اور اہل فتنہ میں، کاروبار و تجارت میں، سیاست اور معیشت میں، مزدور۔ مالک تعلقات میں فرائض کی انجام دہی اور دفتری کارروائیوں میں، غرض بد عنوانی بہت عام ہو گئی ہے، جس کے باعث معاشی ترقی کی راہ میں بے شمار مشکلات پیدا ہو چکی ہیں، اور قومی آمدنی اور فی کس آمدنی پست سطح پر ٹھہر گئی ہے۔ سیاسی کرپشن، سرکاری مشینری کی بد عنوانی، اختیار و اقتدار کا ناجائز استعمال، مفاد پرستی، خود غرضی اور ہوس و زر کے باعث پاکستان کے سرکاری خزانے کی لوٹ کھسوٹ کے نہایت افسوسناک اور کربورہ واقعات کا انکشاف ہوتا رہتا ہے۔ جن میں چند ایک درج ذیل ہیں:

13- بد امنی، ہنگامے اور لاقانونیت کے اثرات:

ایک رپورٹ کے مطابق صدر مشرف کے پانچ سالہ دور حکومت (نومبر 2002ء تا دسمبر 2007ء) میں ملک میں 1600 دن ایمر غرضی نافذ رہی، چار ہزار سپینک یونٹس بند ہوئے 625 فیصد بیزنس روز گاری مزید بڑھی، 15100 افراد نے خودکشی کی، حکمرانوں سمیت بااثر لوگوں کے 79 ارب روپے کے قرضے معاف کیے گئے۔ 5428 افراد بم دھماکوں اور خودکش حملوں میں مارے گئے۔ 19,560 ذہنی اور 98,750 چوری کی وارداتیں ہوئیں۔ 1,26,500 گاڑیاں چھینی اور چوری کی گئیں۔ پانچ لاکھ موہاں چھینے گئے۔ (روزنامہ جنگ 2077-11-16) ملکی اور بین الاقوامی سطح پر دہشت گردی کے سبب ہماری معیشت پستی کا شکار ہوئی ہے۔ دفاع اور امن عامہ پر اخراجات بڑھ گئے ہیں۔ سرمایہ کاروں کا اعتماد بھی کم ہو گیا ہے جس کی وجہ سے سرمایہ ملک سے باہر منتقل ہو رہا ہے۔

پاکستان میں ٹیکس کلچر

حکومت کی مالیاتی پالیسی (یعنی ٹیکسوں کے ذریعہ سرکاری مالیات حاصل کرنے اور خرچ کرنے کی حکمت عملی) کے بڑے بڑے مقاصد یہ ہوتے ہیں: معاشی انفراسٹرکچر (Rate of Growth) تیز کرنا، روزگاری مواقع (Jobs) بڑھانا، معاشرتی فلاح و ترقی (Social Development) کے منصوبے مکمل کرنا، تقسیم دولت کے نظام کو منصفانہ (Fair) بنانا، مہربانہ کی بنیادی ضروریات پوری کرنا، ایسی معاشی فضا پیدا کرنا جس میں نجی اور سرکاری شعبہ میں اشیاء و خدمات کی رسد میں اضافہ ہو اور کھپائی و حانچہ منبہ ہو جائے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ نظام محصولات (Tax System) ایسا قائم کیا جائے جس سے حکومت کو آتی آمدنی ہو کہ سرکاری اخراجات پورے ہو سکیں اور قرضہ کی ضرورت نہ پڑے۔ چنانچہ لازم ہے کہ ملک میں ٹیکس کلچر کو بہتر بنایا جائے یعنی ٹیکس دہندگان کی تعداد بڑھائی جائے، ان میں ٹیکس دہندگان (اور سرکاری مالیات میں حصہ ڈالنے) کا شعور اور ذمہ داری کا احساس پیدا کیا جائے، ٹیکسوں کا نظام تدریجی (Progressive) نوعیت کا ہو جس کی بنا پر جتنی آمدنی والوں کو آسانی (Relief) ملے۔ لیکن پاکستان میں ٹیکس کلچر شکل میں فروغ نہیں پاسکا پاکستان میں ٹیکس کلچر کی کمزوریاں (Limitations):

پاکستان میں حکومت کو ملنے والے ٹیکس اس کی ضرورت سے کہیں کم ہیں جس کے باعث اسے اندرون اور بیرون ملک سے قرضہ لینا پڑتا ہے، اس کی وجہ یہ ہیں:

1- زرعی شعبہ اور چھوٹے چھوٹے کاروبار:

قومی پیداوار کا 19.53 فیصد زراعت سے حاصل ہوتا ہے اور جمعیت منت کا 45 فیصد زرعی شعبہ سے روزی کاتا ہے۔ گویا معیشت

پاکستان کا ڈھانچہ ایسا ہے جس میں زیادہ تر حصہ ان شعبوں کا ہے جن پر انکم ٹیکس، سٹیکس وغیرہ کی تنصیص، نفاذ اور وصولی بہت مشکل اور محدود ہے۔ مثلاً کاشتکار، چھوٹے چھوٹے کاروبار، دستکار، گھریلو صنعتیں، ملازمت پیشا افراد اور معمولی درجہ کی معاشی سرگرمیاں وغیرہ۔ یوں چھوٹے چھوٹے کاروبار تک ہمیں بکھرے ہوئے افراد کی آمدنی کی تنصیص اور ان سے ٹیکس کی وصولی چھپو اور مشکل مسئلہ ہے۔ چنانچہ ان طبقوں میں ٹیکس بکھر فروغ نہیں پاسکا۔

2- ناخواندگی (illiteracy)

پاکستان میں روزی کمانے والے بے شمار لوگ اُن پڑھ ہونے کی وجہ سے ٹیکس کی ادائیگی کے شعور سے ہی ناواقف ہیں۔ بیشتر لوگ اپنے کاروبار کا حساب کتاب رکھنے کی نہیں اور نہ ٹیکس کی ادائیگی کی پروا کرتے ہیں۔

3- مستعملہ کی کمی:

ٹیکس انتظامیہ (Tax Administration) کے پاس حسب ضرورت مطلوبہ تعداد میں مستعملہ تربیت یافتہ اور یا متدار عملہ (Staff) موجود نہیں ہے۔ نیز "عمومہ نظام محصولات" قائم کرنے کے لیے شاف کو معقول تنخواہیں پڑتی ہیں جس کا یہ محکمہ تحمل نہیں ہے۔

4- ٹیکس چوری (Tax Evasion):

کاروباری طبقہ میں بیشتر افراد اپنی آمدنی اور بکری (Sale) کا پورا پورا حساب محکمہ انکم ٹیکس کو پیش نہیں کرتے جس کے باعث ٹیکس چوری کی روش عام ہو گئی ہے، یوں ٹیکس کلچر پروان نہیں چڑھ سکا۔

5- غیر مساویانہ تقسیم دولت:

پاکستان میں تقسیم دولت کا نظام مساویانہ اور منصفانہ (Equitable) نہیں ہے۔ لہذا جاگیردار اور دولت مند لوگ اپنی بے انتہاء آمدنی کو ذاتی اثر و رسوخ کے باعث چھپا لیتے ہیں اور پورا ٹیکس ادا نہیں کرتے جبکہ غریب طبقہ ٹیکس دینے کے ویسے ہی اہل نہیں اور یوں ٹیکس دہندگان کی تعداد تھوڑی ہے۔

ٹیکسوں کے نظام کی اصلاح کے لیے حکومت نے یہ اقدامات کیے ہیں:

(i) ٹیکسوں کی شرح (Rate) کم کر دی گئی ہے۔

(ii) ٹیکسوں کی بنیاد وسیع کرنے کے لیے ایسے طبقات پر ٹیکس عائد کیے گئے ہیں جو پہلے زیر ٹیکس (Untaxed) نہیں تھے یا کم ٹیکس دیتے

(Under Taxed) تھے۔

(iii) درآمدات (Imports) اور سرمایہ کاری پر ٹیکس کا نفاذ کم کر دیا گیا ہے تاکہ پیداوار اور سرمایہ کاری میں اضافہ ہو۔

(iv) صرف دولت اور آمدنیوں پر ٹیکس کی شرح بڑھا دی گئی ہے۔

(v) جزیل سٹیکس (GST) کی شرحوں میں موافقت پیدا کی گئی ہے۔

(vi) معاشی ترقی کی رفتار کو سٹارٹر کے بغیر "ٹیکس" جی ڈی پی نسبت (Tax GDP Ratio) بہتر بنائی جائے گی اور "ٹیکس عملہ انتظامیہ" کو مستعد بنایا جائے گا۔

(vii) 2005ء میں حکومت نے ٹیکس انتظامیہ کی اصلاح کا پروجیکٹ (Tax Administration Reform Project TARP) کا آغاز کیا جس کے لیے عالمی بینک (World Bank) نے تعاون کیا ہے اور اس پر 149 ملین ڈالر خرچ آئے گا۔ یہ پروگرام آئندہ

پانچ سال میں مکمل ہوگا۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ ٹیکس ادائیگی کا کلچر بہتر بنایا جائے، رابطہ پروگرام کو ترقی دی جائے، نیز کمپیوٹر کا استعمال

اور رجسٹریشن کا مناسب نظام قائم کیا جائے۔ امید ہے کہ پاکستان میں ٹیکس کلچر بہتر ہوتا جائے گا۔

اب پاکستان میں بالواسطہ ٹیکسوں کا حصہ 82 فیصد سے کم ہو کر 68.6 فیصد ہو گیا ہے جس کے باعث ٹیکل طبقہ کو کچھ ریاض ملتا ہے۔

پاکستان میں قومی آمدنی اور قومی آمدنی بڑھانے کے طریقے

پاکستان میں قومی آمدنی بڑھانے، قومی آمدنی بلند کرنے اور لوگوں کے "معیار زندگی" کو بہتر بنانے کے لیے مندرجہ ذیل طریقے اختیار کرنے چاہئیں:

1- عزم و جرات:

پاکستان میں معاشی ترقی کی رفتار تیز کرنے اور قومی آمدنی بڑھانے کے لیے سب سے پہلے شرط یہ ہے کہ لوگوں کے اندر ترقی کرنے کی خواہش پیدا ہو، اور ان میں آگے بڑھنے کا نیا دلولہ اور جوش و جذبہ جنم لے، ان میں یہ عزم بھی ہونا چاہیے کہ وہ اس مقصد کے لیے اپنی تمام قوتیں اور صلاحیتیں استعمال کریں گے۔ ترقی کی عمارت خود کی ذرائع کی بنیاد پر تعمیر کریں گے، اور اپنے اس فرض کے لیے مسلسل کوشش کرتے رہیں گے۔ جب تک کوئی قوم اپنی حالت خود بہتر بنانے کا عزم نہ کرے اس کی حالت نہیں بدل سکتی اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغَيِّرُ مَا بَعْدَهُمْ حَتَّى يَغْيُرُوا مَا بَانْفُسِهِمْ (الرعد: 11)

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی

نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

2- تعلیم اور فنی تربیت (Technical Training):

معاشی ترقی کا حقیقی دار و مدار انسان کی اپنی صلاحیت اور استعداد پر ہے، لہذا جس حد تک ممکن ہو، عوام کو زیادہ سے زیادہ تعلیم و تربیت اور فنی و تکنیکی تربیت مہیا کرنے کی سہولتیں دینی چاہئیں۔ زراعتی، صنعتی، تجارتی، بنکاری اور انتظامی امور میں ماہرانہ اور خصوصی تربیت والے ادارے قائم کرنے چاہئیں تاکہ لوگوں کی کام کرنے کی صلاحیت (Efficiency) بڑھے، نئے نئے فنون پیدا کر (Technology) اختیار کرنے کی ترغیب ملے، پیشہ ورانہ نقل پذیری میں اضافہ ہو۔ انسانی ذرائع (Human Resources) کی ترقی کی بہت زیادہ فعال اور بار آور (Fruitful) بنانے کی ضرورت ہے۔

3- سرمایہ اندوزی (Capital Accumulation):

قومی آمدنی بڑھانے اور معاشی ترقی کے لیے تشکیل سرمایہ (Capital Formation) بہت ضروری ہے۔ اس سے مراد ہے ایسی اشیاء و خدمات کی مقدار میں اضافہ کرنا جو عام ضرورت کی چیزیں تیار کرنے میں مدد دیں، مثلاً صنعتی کارخانے، مشینیں، فیکٹری، ٹیوب ویل، بجلی گھر، آب پاشی کے منصوبے اور ذرائع مواصلات وغیرہ۔ چنانچہ پاکستان میں سرمایہ اندوزی کے لیے درج ذیل اقدامات کرنے چاہئیں:

لوگوں کو سادہ زندگی اور کفایت شعاری اختیار کرنی چاہیے۔

ممود و فساد اور دکھاوے کے لیے فضول خرچی سے پرہیز کرنا چاہیے۔

بیمار وار و بیمار کاروبار میں لگانے والے اداروں میں لگانا چاہیے، مثلاً بینک اور سرمایہ کاری کی کارپوریشنیں وغیرہ۔

سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کے لیے ٹیکسوں کی مراعات دینی چاہئیں۔

تفصیلاتی اشیائے صارفین کی درآمد بند کرنی چاہئے تاکہ لوگ ان پر روپیہ خرچ نہ کر سکیں۔

دیہات میں جو لوگ برسر روزگار نہیں یا غائب ہیں یا غنی بیروزگاری (Disguised Unemployment) کا شکار ہیں انہیں دیہاتی معیشت کے ترقیاتی کاموں، مثلاً سڑکوں، پلوں، سکولوں، ہسپتالوں اور بندوں (Dams) وغیرہ کی تعمیر پر لگا کر اشیائے سرمایہ میں

اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

4- زرعی ترقی: (Agricultural Development)

ہماری مجموعی قومی پیداوار کا 19.53 فیصد حصہ زراعت سے حاصل ہوتا ہے، لیکن ابھی تک یہ پرانے طریقوں پر چلائی جا رہی ہے، جدید طرز کی مشینوں کو استعمال نہیں کیا جاتا، سبب و تصور اور کٹائی کی وجہ سے زمین کی پیداوار گھٹتی جا رہی ہے اور ہمارے ملک میں، ایک ایکڑ کی اوسط پیداوار کم ہے، لہذا قومی آمدنی میں اضافہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ کھیتی باڑی کا نظام بہتر بنایا جائے، زرعی اصلاحات نافذ کی جائیں، فصلیں بونے، کاٹنے، فروخت کرنے اور مصنوعات میں ڈھالنے کے تمام مرحلوں میں اصلاح کی جائے۔ اعلیٰ کھاد اور بیج استعمال کرنے جائیں، زرعی شعبہ میں بارآوری (Productivity) بڑھائی جائے یہ بھی ضروری ہے کہ زرعی پیداوار میں تنوع (Diversification) پیدا کی جائے، یعنی مختلف قسم کی چیزیں، مثلاً خوردنی تیل، گنا، سبزیاں، پورٹی، پھلی، گوشت اور ڈیری کی پیداواریں بڑھائی جائیں، زرعی مشینوں کا استعمال مقبول بنایا جائے اور چھوٹے کاشت کاروں کو جدید زرعی مشینا لوجی مہیا کی جائے۔

5- صنعتی ترقی:

پاکستان کی معاشی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ صنعتوں کو ترقی دی جائے اور بھاری صنعتیں (Heavy industry) (یعنی مختلف اشیاء تیار کرنے کے لیے مشین بنانے والی صنعتیں) کا نام کی جائیں تاکہ آئندہ معاشی ترقی کی رفتار تیز کرنے کے لیے ضروری ساز و سامان ملک کے اندر ہی سے مل سکے۔ اس وقت ہم اپنی ضرورت کی "اشیائے سرمایہ کاری" (Investment Goods) کا ستر فیصد غیر ممالک سے درآمد کرتے ہیں۔ غیر ممالک سے مشینوں کی درآمد اور خرمن کی بیم رسانی کے امور سہل بنائے جائیں، ٹیکسوں کا نظام بہتر بنایا جائے، ممالک اور مزدور کے تعلقات میں کشیدگی ختم کر کے حالات کو خوشگوار بنایا جائے۔

6- خاندانی منصوبہ بندی (Family Planning):

جدید ماہرین معاشیات کا خیال ہے کہ ہمارے ہاں فی کس آمدنی کے پست ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے، اور ملک کے اقتصادی ذرائع پر آبادی کا بوجھ بڑھتا جا رہا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ آبادی کے بڑھنے کی رفتار کم کی جائے۔ پاکستان میں خاندانی منصوبہ بندی کی کم کم آغاز 1960ء میں کیا گیا تھا۔

اس وقت (2011ء میں) پاکستان آبادی کے لحاظ سے دنیا کا چھٹا بڑا ملک (6th most populous country) ہے۔ ماہرین کے اندازے کے مطابق اگر پاکستان کی آبادی موجودہ شرح اضافہ یعنی 2.05 فیصد شرح سے بڑھتی رہے تو اسی سال بعد کل آبادی دگنی ہو جائے گی، جس سے ملک کے تحتی ڈھانچہ (Infrastructure) پر بہت دباؤ پڑے گا۔ مثلاً مکانات، مواصلات، بجلی، پانی، نکاسی آب، ماحولیاتی صفائی، صحت اور تعلیم کی سہولیات وغیرہ۔

7- اقتصادی منصوبہ بندی (Economic Planning):

قومی آمدنی میں اضافہ کے لیے ضروری ہے کہ پوری معیشت کو ایک ضابطہ کا پابند بنایا جائے، معاشی منصوبہ بندی کے ذریعے زراعت، صنعت، تجارت، مواصلات، بنکاری اور دیگر شعبوں کے لیے ترقیاتی پروگرام بنائے جائیں اور انہیں عملی جامہ پہنا کر ملک میں اشیاء و خدمات کی پیداوار بڑھائی جائے۔

8- منصفانہ (Equitable) تقسیم دولت:

فی کس آمدنی بڑھانے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جس حد تک ممکن ہو، ملکی دولت مساویانہ اور منصفانہ طریقے سے تقسیم کی جائے، کیونکہ اس طرح ایک طرف تو ایک طرف دولت کا مسئلہ ختم ہو جائے گا اور متحمل طبقہ کے پاس اندر اندر دولت جمع نہیں ہوگی کہ وہ اسے پیش وہ

مشرقت میں اڑائیں، اور دوسری طرف متوسط اور غریب طبقہ کے پاس بھی اتنی دولت آجائے گی کہ وہ اپنی پیداواری صلاحیتوں سے بہتر فائدہ اٹھانے کے قابل ہو جائیں گے اور یوں قومی آمدنی میں اضافہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: "تاکہ وہ (مال) تمہارے مالداروں ہی کے درمیان گردش نہ کرتا رہے۔" (سورۃ النحر: 7)

9- اسلام کا معاشی نظام: (Islamic Economic System)

اگر پاکستان میں اسلام کا مکمل معاشی نظام نافذ کر دیا جائے تو ہماری معیشت میں جو بنیادی خامیاں پائی جاتی ہیں، وہ سب ختم ہو جائیں گی، اور معیشت مضبوط و مستحکم بنیادوں پر استوار ہو جائے گی، کیونکہ اس میں ایسے ادارے قائم ہو جاتے ہیں جو معیشت میں ایک حسین توازن اور اعتدال پیدا کر دیتے ہیں، مثلاً زکوٰۃ، عشر، صدقات، قرض حسن، مضاربیت، حلال و حرام کی تیز، ارتکاز دولت میں رکاوٹیں، سود کا خاتمہ، اجناس کا خاتمہ محتاجوں اور محروموں کی حق رسی، دیانت و امانت، سادگی اور کفایت شعاری، فضول خرچی کی ممانعت۔ ایسے حالات میں قومی آمدنی بڑھ جاتی ہے، اور طبقاتی تفریق بھی نمایاں طور پر پیدا نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے

"اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ!" (البقرہ: 208) اس لیے موجودہ معاشی نظام میں اسلام کی پیروی کا کامیابی کرنے اور جزوی طور پر بعض اسلامی قوانین نافذ کرنے کی بجائے پورے اجتماعی، معاشرتی، سیاسی اور معاشی نظام کو اسلامی نظام حیات میں احوال دینا چاہیے۔

